www.novelsclubb.com
AYRA MEER
مقابلہ
از قلم عروہ عابد
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

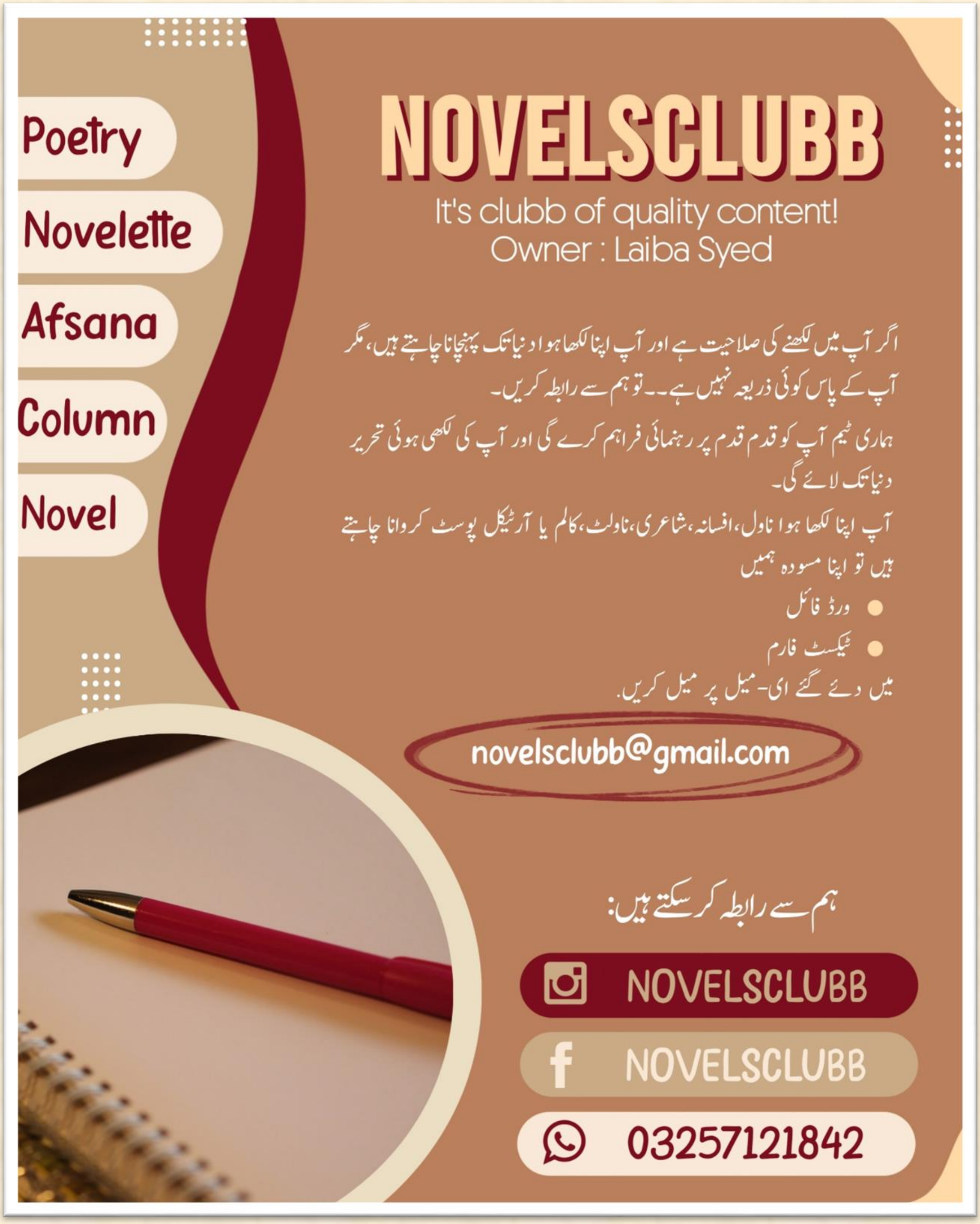
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

# مقابلہ

## از قلم

## عروہ عابد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "مقابلہ" کے تمام جملہ حق لکھاری "عروہ عابد" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

صنف: افسانہ

عنوان: مقابلہ

از قلم: عروہ عابد

سورج سرخی میں ڈھلنے لگا تھا۔ سمندر کے کنارے بیٹھے ہر شخص کو وہ پانی میں ڈوبتا محسوس ہوتا تھا یوں جیسے اپنے اختتام کا پتہ دیتا ہو مگر جہاں اختتام ہو وہیں سے نقطہ آغاز ہوتا ہے اس لیے سورج کے ڈوبنے پر کوئی غمزدہ نظر نہ آتا تھا۔ خنک ہوا اپنے جوبن پر تھی یوں جیسے آزادی کا پتہ دیتی ہو مگر مکمل آزاد تو وہ بھی نہ تھی۔ وہ سمندر میں اٹھتی لہروں پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ ایک لہر شدت سے سفر کرتی ہوئی آتی اور اپنی حد تک پہنچ کر ڈھے جاتی، پھر دوسری لہر اُس پر چڑھائی کرتی مگر اُس کا انجام بھی اُس سے مختلف نہ تھا۔

"کیا ہر شوق اور جذبہ یوں ہی اپنے انجام تک پہنچتا ہے؟"

اس کے چہرے پر رقم افسردگی کو بغیر دقت کے پڑھا جا سکتا تھا۔ نیلی جینز اور سفید شرٹ میں ملبوس وہ اُداس شام کا اہم حصہ معلوم ہوتا تھا یوں جیسے یہ سمندر اس کے بنا فقط پانی ہو۔

سفید پرندے اُس کے پاس آتے اور اُس کے ہاتھ میں موجود مانوس غذا کو چونچ میں لے کر اپنی آزادی کا جشن مناتے ہوئے اڑ جاتے۔ سفید پرندوں اور سفید شرٹ والے خوبرو نوجوان میں دوستی کا تعلق واضح تھا۔ وہ اپنی بکھرے سیاہ بالوں سے بے نیاز تھا جب راحل چلتا ہوا اُس کے قریب آیا۔

"چلیں اب ؟" وہ ہشاش بشاش سا کھڑا اُسے پوچھ رہا تھا۔

"اوہ ہاں چلتے ہیں۔ سنو آج ڈنر ساتھ کرتے ہیں کافی ٹائم ہو گیا ہم نے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔"

وہ مراقبے سے باہر آیا تو راحل اُس کو اٹھنے کا کہہ رہا تھا۔ وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھے۔ گیلی ریت اُن کے پیروں کے نیچے پھسل رہی تھی۔ سورج اب مکمل ڈوب چکا تھا۔ وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی راحل نے گاڑی میں نشید

Clubb of Quality Content

آن کی۔ ربیع نے حیرت سے اُسے دیکھا جس کے چہرے پر کچھ بدلا سا تھا یا شاید اندرونی کیفیت چہرے پر رقم تھی۔

"تم نے میوزک سننا کب سے چھوڑا؟"

"زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔"

اسٹیئرنگ کو گھماتے اُس نے دھیرے سے جواب دیا۔ جب کہ ربیع حیدر اُس کے چہرے پر موجود اطمینان دیکھ رہا تھا۔ اُس نے نگاہ کھڑکی سے باہر جمادی۔ اندھیرا ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا اور لوگ مصنوعی روشنیوں میں مگن نظر آتے تھے۔

"فراز کا کچھ پتہ چلا؟"

راحل نے پوچھا تو وہ جو کائنات کی رنگینی میں کھویا ہی تھا، چونک گیا۔

"نہیں اُس کا نمبر آف ہے اور اس کے دوست نے بتایا کہ وہ شہر میں موجود نہیں ہے۔"

"مجھے امید تھی یہی ہو گا۔ گناہ کا احساس گناہ گار کو بھی چین نہیں لینے دیتا۔"

ربیع نے ایک گہری سانس لی تھی۔

"یہ غلط فہمی نکال دو اُس کو کوئی احساس نہیں ہے۔"

"یار تم خود کو کیوں تھکاتے ہو؟ پچھلے کتنے ہی دن سے تم نے اس بات کو سر پہ سوار کر رکھا ہے۔"

راحل نے سمجھانے کی کوشش کی،اس کے دل پہ کاری ضرب لگتی جب وہ ربیع کو یوں مرجھایا ہوا دیکھتا۔

"میرا دو کروڑ کا نقصان ہو گیا اور تم کہہ رہے ہو کہ سر پہ سوار نہ کروں۔میں اس وقت یہ نقصان افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔"

وہ حد درجہ پریشان تھا اور اس سے بھی زیادہ بے زار۔

"ایک بات کہوں فراز کو معاف کر دو اور اپنا دل صاف کر لو جب تک یہ نہیں کرو گے تم آگے نہیں بڑھ سکتے۔"

وہ جانتا تھا یہ کام وہ نہیں کرے گا مگر پھر بھی کہہ دیا۔

"راحل میں ہر چیز معاف کر سکتا ہوں مگر دھوکہ معاف نہیں کروں گا۔دنیا کا کوئی بھی برا انسان ہو میں اُسے معاف کرنے میں ایک سیکنڈ نہ لگاؤں مگر فراز کو کبھی نہیں۔"

اس کا لہجہ قطعی تھا۔

"ربیع ہمیں پوری دنیا کو ئی معاف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف اس شخص کو معاف کرنا ہوتا ہے جس کو معاف کرنا نہایت مشکل ہو۔"

اُس نے رسان سے سمجھایا۔

"میں اُس شخص کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ معاف کروں۔"

غم و غصّہ اُس کے انداز سے جھلکتا تھا۔

"اُس کو اُس کے لیے معاف مت کرو۔اپنے سکون کے لیے معاف کردو۔"

"راحل جو تیر بے خبری میں لگتا ہے ناوہ چوکتا نہیں بلکہ زخمی کر کے ہی جاتا ہے۔اس لیے تم ایک زخمی انسان سے یہ توقع مت رکھو۔"

اُس کے الفاظ میں حقیقت کا عنصر غالب تھا۔

Clubb of Quality Content

"اچھا چھوڑو میں نے تمہیں بتانا تھا کہ کل تمھیں ایک تقریب میں آنا ہے اور کوئی بہانہ نہیں سنوں گا میں۔"اُس نے تنبیہہ کی۔

"کس قسم کی تقریب ہے؟"

زمان گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے سامنے پارک کرتے اسے تفصیلات اُسے بتانے لگا۔ موضوع اب بدل چکا تھا۔

وہ جانا نہیں چاہتا تھا مگر ڈاکٹر منصور ہمدانی کا سن کر اُس نے ارادہ باندھا۔

*****************

ربیع حیدر نے والد کی وفات کے بعد بہت محنت سے بزنس کو سنبھالا تھا مگر فراز جو اس کا کاروباری شریک تھا، نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا اور کچھ شیئرز بیچ کر دو کروڑ لے کر فرار ہو گیا۔ ربیع کا بزنس اس وقت اس پوزیشن میں نہ تھا کہ وہ اس نقصان کو برداشت کرتا اور دوسری جانب ورکرز بھی کام چھوڑ کر جانے لگے تھے، جس نے ربیع کو پریشان کر رکھا تھا۔ اس وقت وہ راحل کی دعوت پر انعامی تقریب میں موجود تھا۔ شہر کے نجی کالج میں یہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔ دور ڈاکٹر منصور جو ایک مذہبی اسکالر تھے، اسپیچ کر رہے تھے۔

ربیع غیر دلچسپی سے بیٹھا رہا۔ تقریب کے اختتام پر راحل اُسے ڈاکٹر منصور ہمدانی سے ملوانے لے گیا۔ وہ نہایت ملنسار شخص تھے جو اس سے اس کی مصروفیات کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

"آپ جم کرتے ہیں؟"

وہ نرم مسکراہٹ سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔"

اُس نے مختصراً کہا۔

"یعنی آپ جسمانی فٹنس کا خیال رکھتے ہیں تو کیا روحانی فٹنس کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں؟"

اُس نے ایک دم گڑبڑا کر انہیں دیکھا جو مطمئن سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"جی کوشش کرتا ہوں۔"

اُس کی آواز مدھم ہوئی۔دل نے ملامت کیا مگر وہ نظرانداز کر گیا اور دل نظرانداز کیا جانا کہاں قبول کرتا ہے۔کچھ دیر کو وہ تذبذب کا شکار ہوا کہ ان سے سوال پوچھے یا نہیں مگر پھر مصمم ارادہ کیا اور پوچھ لیا۔

"آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے جس کا جواب تلاش کرنے کی جستجو کر رہا ہوں۔کیا آپ میری کچھ مدد کریں گے؟"

دل نے اُس کے منع کرنے کے باوجود انگڑائی لی اور اپنی آواز کو سوال کو صورت آگے پہنچایا۔

ڈاکٹر منصور نے سر کے خم سے اُسے بولنے دیا۔اُن کی مسکراہٹ دلی تسکین بخش رہی تھی یعنی دل نے اُن کو سراہا۔

"اللہ تعالیٰ انسان سے محبت کرتا ہے پھر وہ انسان کو مشکل میں کیوں ڈالتا ہے۔"

وہ جواب کا انتظار کرنے لگا۔راحل کو کوئی بلا رہا تھا اس لیے وہ وہاں سے ہٹ گیا۔

"ہمارا رب اپنے خاص بندوں کو آزمائش دے کر آزماتا ہے۔وہ آزمائش دے کر اُن کو نکھارتا ہے۔اُن کے گناہوں کو دھوتا ہے۔اُن کے صبر پر اُن کے لیے جنت کا انعام ہے۔"

"مگر اللہ کو تو پہلے سے معلوم ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون نہیں پھر وہ مسلمانوں کو ہی کیوں آزماتا ہے جب کہ غیر مسلموں کے ساتھ ایسا نہیں کرتا۔"

اُس نے الجھن سے اُنہیں دیکھا۔

"غیر مسلموں کے لیے دنیا رکھ دی گئی ہے یعنی عارضی فائدہ جب کہ مومنوں کے لیے ہمیشگی کا فائدہ ہے۔ جیسے آپ کوئی چیز خریدنے لگیں تو لائف ٹائم وارنٹی کے ساتھ خریدتے ہیں خواہ پیسے زیادہ ہی کیوں نہ خرچ کرنے پڑیں اسی طرح آپ سمجھیں کہ جنت لائف ٹائم وارنٹی ہے اور اس کی قیمت یہ دنیا ہے۔"

وہ سہولت سے سمجھا رہے تھے۔ ساتھ ہی اس کے تاثرات کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ مزید کہنے لگے۔

"پہلی وحی کے نزول کے بارے میں تو سن رکھا ہو گا آپ نے؟"

"جی ہاں۔"

اُس نے مختصر جواب دیا اور دل میں کہیں ناگواری اُبھری کہ بارہا یہ واقعہ سن چکا ہوں، اس سے میری الجھنوں کا کیا تعلق؟

"چلیں آج ایک اور انداز میں اس کو سمجھتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے کہا کہ پڑھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، ایسے ہی تین بار دہرایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔"

حال کا شور ایک دم تھم گیا، اُسے اپنے کانوں میں صرف ڈاکٹر منصور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ بات اُس کی یادداشت میں کہیں کھو کر رہ گئی کہ وہ یہ واقع پہلے بھی سن چکا ہے۔

"پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُن کو اپنے ساتھ لگا کر بھینچا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوف محسوس ہوا، جب گھر آئے تو حضرت خدیجہ نے تسلی دے کر ایک اچھی بیوی ہونے کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد بہت دیر تک وحی کا نزول نہیں ہوا (فترۃ الوحی) اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر بھی جاتا رہا مگر بعد ازاں وحی کا سلسلہ جاری ہوا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچنے کا مقصد کیا تھا؟"

وہ نگاہیں اس کی جانب کیے سوال کر رہے تھے۔ ربیع نے ہونقوں کی طرح سر نفی میں ہلایا۔

"بھینچنے کے ایک سے زیادہ مقاصد تھے۔ایک تو یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار کیا گیا۔دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل سے قوت اور انرجی حاصل کریں، تیسرا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کام کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتا مقصود تھا اور چوتھا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے دنیاوی خواہشات نکل جائیں۔"

وہ ایک پل کو رکے۔نرم مسکراہٹ اُن کے چہرے پر ہنوز قائم تھی۔

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھاری ذمہ داری اٹھانے جا رہے تھے اس لیے اُن کو اس کے لیے تیار کیا گیا۔"

یہ بات تو اُس نے پہلے نہیں سوچی تھی۔بہت بار سنی جانے والی بات آج مکمل سمجھ آئی تھی۔

"ٹھیک سمجھا آپ نے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم خود کو حالات کی چکی میں پستا ہوا پاتے ہیں یوں جیسے بھینچے جا رہے ہوں مگر دراصل ہم اللہ کی حکمت کو نہیں سمجھ پاتے۔جو چیزیں ہمیں خود پر بھاری محسوس ہوتی ہیں دراصل اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ذریعے تیار کرتے ہیں اور ہمارے اندر وہ صلاحیت پیدا کرتے ہیں جو پہلے موجود نہیں ہوتی۔وہ حالات جو ہمیں

اپنے سامنے موافق نہیں نظر آتے وہی ہمارے خوف، نازک مزاجی اور کمزوریوں کو دور کرتے ہیں۔"

اُنھوں نے بات روک کر پانی کا گلاس اٹھایا اور پینے لگے۔ حلق تو اس کا بھی خشک ہو رہا تھا۔ کون سی بات اُسے کس موڑ پر بتائی جا رہی تھی۔ دل کی حالت عجیب ہونے لگی اور گلے میں آنسو اٹکنے لگے تھے مگر وہ ضبط کیے بیٹھا رہا۔

حال میں اب لوگ آہستہ آہستہ کم ہو رہے تھے۔ طلباء بھی اپنے والدین کے ساتھ گھروں کو جانے لگے۔

"بیٹا اللہ نے ہمیں دو آنکھیں اس لیے دی ہیں کہ ہم زندگی کو ایک نظر سے نہ دیکھیں۔ اگر آپ مشکل کو دیکھتے ہیں تو اُس آسانی کو بھی دیکھیں جو آپ کی منتظر ہے۔ اگر مشکل نہ آتی تو شاید ہم آسانی سے آشنا بھی نہ ہوتے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ کا شکریہ میرے سوال حل ہو گئے اور شاید مشکل بھی۔"

وہ ممنون نظر آتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹا مشکل کا اختتام حل پر ہی ہوتا ہے جیسے امتحان کا نتیجے پر۔ مشکل تو ہر کسی کے لیے ہے مگر اس کا مقابلہ کرنے والے بہت چنے ہوئے ہوتے ہیں اور تم مجھے مقابلہ کرنے والوں میں سے لگتے ہو۔"

اُن کی بات سن کر وہ دل سے مسکرایا یوں جیسے دل نے اس بات پر گواہی دی ہو۔ اتنے میں راحل بھی چلتا ہوا اِدھر آگیا۔ ڈاکٹر منصور اب اس سے ہاتھ ملائے رخصت ہو رہے تھے اور ساتھ ہی اسے اور راحل کو اپنے گھر مدعو کر رہے تھے جس پر اس نے سر ہلایا، راحل اُنہیں گاڑی تک چھوڑنے گیا تھا۔ پیچھے وہ بیچ حال میں کھڑا خود کو مقابلے کے لیے تیار کرنے لگا۔ اُس نے سب سے پہلے فراز کو دل سے معاف کیا کیوں کہ جب دل صاف نہ ہو تو راستے بند نظر آتے ہیں۔ مشکل سے مقابلہ ایسا مقابلہ ہے جس میں ہتھیار نہیں بلکہ دل کا اطمینان نا امیدی کا سر قلم کرتا ہے۔ ربیع حیدر نے بھی وہ اطمینان تھام لیا تھا اور اب نااُمیدی سے مقابلے کا وقت تھا۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842